(۱) کتاب اللہ

(۲) سنت نبی پر عمل کیا جائے۔

(۳) اہل بیت کا بدلہ لیا جائے۔

(۴) سفاکوں سے جنگ اور

(۵) کمزوروں کی حمایت کی جائے:

اس کے بعد دوسرے لیڈر احمر بن شمیط نے کہا میں آپ کا خیر خواہ اور آپ کی خوش نصیبی کا خواہاں ہوں۔ آپ کے والد جب ہلاک ہوئے تو معزز سردار تھے حضرت علیؓ نے ان کو مصر کا گورنر بنا کر بھیجا تھا سرحد مصر پر پہنچ کر انہوں نے شہد کا شربت پیا جس سے ان کی موت واقع ہوئی) اور آپ خدا کا حق ادا کر کے ان کے لائق فرزند بن سکتے ہیں ہم آپ کو ایسی تحریک کی طرف دعوت دیتے ہیں جس کو اگر آپ نے مان لیا تو آپ کو وہی عزت حاصل ہوگی جو آپ کے والد کو حاصل تھی، اور وہ اقتدار آپ کو نصیب ہوگا جو ان کے ساتھ رخصت ہوگیا ذرا سی کوشش کر کے آپ وہ مرتبہ اور منصب حاصل کر سکتے ہیں جس کے بعد کوئی مرتبہ اور منصب نہیں ہے جس کی بنیاد آپ کے والد صاحب رکھ چکے ہیں۔ احمر کی تقریر سن کر ابراہیم سوچنے لگا کیا کرے شعبی کے علاوہ سارے وفد نے اس کی تالیف قلب اور مختار کی تحریک میں اس کو ضم ہونے کی ترغیب دی۔ ابراہیم نے کہا: "اہل بیت اور انتقام حسین کی تحریک میں اس شرط سے شریک ہو سکتا ہوں کہ اس کی قیادت میرے ہاتھ میں ہو! کوفہ کے مکھیے بولے: آپ کی اہلیت مسلم ہے لیکن ایسا ہو نہیں سکتا کیونکہ مہدی نے مختار کو لڑائی کی کمان سونپ دی ہے اور ہم کو ان کی اطاعت کا حکم دیا ہے" ابراہیم کی رعونت جھکنے کے لئے تیار نہ ہوئی وہ خاموش ہوگیا۔ وفد نامراد مختار کے پاس لوٹ آیا۔ مختار نے ابراہیم کو رام کرنے کی تدبیر سوچ لی۔

تین دن ٹھہر کر مختار دس بارہ مقرب ساتھیوں کے ساتھ جن میں شعبی بھی تھے ابراہیم سے خود ملنے گیا ابراہیم نے بڑی آؤ بھگت کی سب کے لئے غالیچے ڈالے اور مختار کو اپنے قالین

پر بٹھایا، مختار نے کہا امیر المومنین مہدی نے جو وصی ہیں اور آج روئے زمین پر جن سے بہتر کوئی دوسرا نہیں اور آج سے پہلے جن کے والد ماجد انبیاء کے بعد سب سے بہتر تھے آپ کو یہ خط بھیجا ہے اور آپ سے ہماری مدد اور ہمارے ساتھ تعاون کا مطالبہ کیا ہے اگر آپ نے ایسا کیا تو شاد کام ہوں گے، نہیں تو یہ خط آپ کے خلاف حجت ہوگا اور اللہ مہدی اور ان کے معاونین کو آپ کی مدد سے بے نیاز کردے گا مختار نے گھر سے چلتے وقت مذکورہ خط اس کی ثقاہت بڑھانے کے لئے شعبی کو دے دیا تھا جن کی دینی و علمی دھاک اہل کوفہ میں مسلم تھی۔ شعبی نے خط ابراہیم کو دے دیا اور ابراہیم نے مہر توڑ کر پڑھا تو یہ مضمون تھا: محمد مہدی کی طرف سے ابراہیم بن اشتر کو سلام: میں نے تمہارے پاس اپنا وزیر، امین اور خاص الخاص نمائندہ بھیجا ہے اور اس کو دشمنوں سے لڑنے کا حکم دیا ہے اور اہل بیت کا انتقام لینے کی تاکید کی ہے تم تمہارا خاندان اور جن جن پر تمہارا اثر ہو سب مل کر اس کی مدد کے لئے کمربستہ ہو جاؤ کیونکہ تم نے اگر میری مدد کی

ل یہ خط مختار کی اختراع تھا مصنف اخبار الطوال نے ص۲۹۰ اس خط کے جعلی ہونے کے متعلق زبان شعبی مختلف لیکن زیادہ واضح روایت بیان کی ہے اس کے جستہ جستہ حصے یہ ہیں: "شعبی کہتے ہیں کہ جب وفد ابراہیم کے پاس سے ناکام لوٹا تو مختار نے اپنے معتمدین میں سے کچھ لوگوں کو بلایا وہ جب آئے تو انھوں نے مختار کے ہاتھ میں ایک خط دیکھا جس پر سیسہ کی مہر لگی ہوئی تھی، شعبی کہتے ہیں میں بھی ان لوگوں میں تھا میں نے دیکھا کہ سفید سیسہ چمک رہا ہے مجھے گمان ہوا کہ اس پر رات ہی مہر لگائی گئی ہے" ابراہیم کے رام ہونے کے بعد شعبی کہتے ہیں میرے دل میں ان لوگوں کی طرف سے وحشت پیدا ہوئی جنہوں نے ابراہیم کے سامنے اس بات کی شہادت دی تھی کہ انھوں نے اپنی آنکھ سے ابن الحنفیہ کو مذکورہ خط لکھتے دیکھا تھا میں تحقیق حال کے لئے ان میں سے ہر شخص کے گھر گیا اور فرداً فرداً دریافت کیا کہ آیا اس نے اپنی آنکھ سے ابن الحنفیہ کو وہ خط لکھتے دیکھا اور ہر شخص نے اس کا اقرار کیا پھر میں نے اپنے دل میں کہا ابو عمرہ کیسان ہی سے سچی بات معلوم ہوگی (کیسان مختار کے مصاحبین میں سے تھا اس نے بھی ابراہیم کے سامنے شہادت دی تھی مختار نے قوت حاصل کرنے کے بعد اس کو اپنے محافظ دستہ کا افسر مقرر کیا) چنانچہ میں اس کے گھر گیا اور کہا میں اس معاملہ کے انجام کی طرف سے بہت خائف ہوں، اگر کوئی شے
(بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

اور میری دعوت قبول کی میرے نمائندے کے ساتھ تعاون کیا تو میں تمہاری خدمت کی قدر کروں گا اور تمام رسالوں اور مجاہدین افواج کی کمان تم کو دے دی جائے گی اور کوفہ سے لے کر شام کی آخری حد تک جس شہر منبر اور سرحدی علاقہ پر تم فاتح ہوگے بطور انعام تم کو دے دیا جائے گا۔ اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ کے ہاں بڑی سرخروئی حاصل کرو گے ورنہ بہت بری طرح ہلاک ہوگے۔[1]

ابراہیم اقتدار قیادت وسیادت کا تشنہ تھا اس خط میں سیرابی کا پورا سامان موجود تھا اس میں رسالوں اور پیادوں کی قیادت، منبر اور مفتوحہ علاقوں کی حکومت کا وعدہ کیا گیا تھا اس سودے کے لئے وہ تیار تھا اگر بعض شک اس کے دل سے نکل جاتے: خط پڑھ کر وہ بولا ابن الحنفیہ سے میری خط وکتابت ہے وہ ہمیشہ اپنے اور اپنے والد کے نام سے خط شروع کرتے ہیں: مختار نے جواب دیا" وہ زمانہ اور تھا یہ اور ہے" ابراہیم کو پوری طرح اطمینان نہیں ہوا شاید وہ ابن الحنفیہ سے انتقام اہل بیت کے موضوع پر خود خط وکتابت کرچکا تھا اس نے کہا اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ خط ابن الحنفیہ کا ہے۔ اس پر مختار کے سارے ساتھیوں نے جو بقول شعبی شہر کے قرآن خوانوں (قرآء) اور دیندار قبائلی سرداروں پر مشتمل تھے شہادت دی کہ خط ابن الحنفیہ کا بھیجا ہوا ہے ان بھاری بھرکم شہادتوں نے ابراہیم کو مرعوب کرہی دیا۔ وہ وسط قالین سے ہٹا اور مختار کو وہاں بٹھایا پھر اس کی بیعت کی اور شربت اور پھلوں سے مہمانوں کی خاطر کی اور ان کو رخصت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) سب لوگ مل کر ہم پر ٹوٹ پڑے تو ہمارا کیا حال ہوگا۔ کیا تم نے محمد بن الحنفیہ کو وہ خط لکھتے ہوئے دیکھا تھا؟ (کیسان) نے کہا نہیں" لیکن مختار ابو اسحاق کو ہم سچا جانتے ہیں؟ ابن الحنفیہ کی ایسی نشانیاں ہمارے پاس لے کر آیا ہے کہ ہم نے اس کو سچا سمجھ لیا ہے، شعبی کہتے ہیں خدا کی قسم اس وقت مجھے مختار کے بہروپ کا یقین ہوگیا میں کوفہ سے بھاگ کر حجاز چلا گیا اور اس کی کسی جنگ میں شریک نہیں ہوا: شعبی کا یہ آخری دعویٰ ایک تاریخی اعجوبہ ہے طبری اور بالخصوص انساب کے سارے راوی شعبی کو مختار کی متعدد جنگوں میں شرکت کرتا اور متعدد واقعات نقل کرتا دکھاتے ہیں۔

[1] طبری ۹۹/۷

ابراہیم میں مختار کو قوت کا آہنی ستون مل گیا، وہ ایک نڈر شہ سوار تھا جس کی رگوں میں خاندانی عظمت و شجاعت کا گرم خون جوش مار رہا تھا جس کا دل ہر خاندانی عرب کی طرح آباء و اجداد کے کارناموں سے بڑھ کر کارہائے نمایاں کرنے کے لئے بےچین تھا۔ اس نے اپنے خاندان والوں اور دوست احباب کو اس انتقامی تحریک کا ساتھ دینے کے لئے ہموار کر لیا اور ہر روز حسب قرار داد تھوڑی دیر کے لئے کوفہ کی حکومت لٹنے والی اسکیموں میں حصہ لینے مختار کے پاس جانے لگا۔

بارہ ہزار کوفیوں نے مختار کی بیعت کر لی، چودہ ربیع الاول (ابن مطیع کی آمد کے چھٹے مہینہ ۶۶ھ) جمعرات کی رات کو بغاوت کر کے کوفہ پر قبضہ کرنے کی قرار داد طے ہوئی کوفہ کی کل آبادی پندرہ سال پہلے (زیاد کے عہد میں ۴۵ تا ۵۳) ایک لاکھ چالیس ہزار تھی جس میں جنگ کے لائق لوگوں (یعنی عرب بالغ اور تندرست مردوں کی جن کو مقاتلہ کہتے تھے اور جن کو باقاعدہ حکومت سے تنخواہ ملتی تھی اور وقت ضرورت لڑنے جانا پڑتا تھا) کی تعداد ساٹھ ہزار تھی بقیہ بچے، عورتیں بوڑھے تھے جن میں ایک بڑی تعداد غلاموں موالی اور کنیزوں کی تھی، مختار کے ان بارہ ہزار ساتھیوں میں ایک خاص تناسب موالی کا تھا۔ بقیہ آبادی حکومت کے وفادار سرداروں کے ماتحت ابن مطیع کے ساتھ تھی لیکن ان میں بہت سے لوگ ایسے تھے جو خلوص کے ساتھ اس کی طرف مائل نہ تھے جو محض اپنے مفاد کے وفادار تھے۔

کوفہ کے صلح جو گورنر نے پہلے احتجاج سے کام لیا، مختار، ابراہیم اور دوسرے رضاکاروں کی نقل و حرکت اور سرگرمیوں پر نظر تھی لیکن جس جوش اور تیزی سے عسکری تیاریاں ہو رہی تھیں ان کا صلح اور آشتی سے مقابلہ ناممکن تھا ابراہیم اپنے سات سو مسلح سواروں کی جمعیت لئے (بظاہر یہ لوگ غیر مسلح تھے) بدھ کی رات کو مختار کے گھر جا رہا تھا کہ راستہ میں کوتوال شہر فوجی پولیس کے ساتھ گشت کرتا ہوا ملا کوتوال نے گورنر کو مطلع کر دیا تھا کہ مختار آج کل میں خروج کرنے والا ہے۔ اس نے ابراہیم کو روک کر کہا "تمہارے ساتھ یہ سوار کیوں ہیں؟ تم ہر روز رات کو اس

کے بھائی بند اور ماتحت تھے کچھ اس وجہ سے کہ اہل بیت کے مقابلہ میں ابن الزبیر کی طرف ان کا زیادہ میلان تھا اور کچھ اس وجہ سے کہ ان کے سینوں میں وہ تڑپ اور تنظیم میں وہ استواری نہ تھی جو مخالفین کے ہاں تھی سب پسپا ہوئیں ابراہیم ہر جگہ فاتح رہا اس کے علاوہ مختار نے جنگ کی ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ بغیر زیادہ خونریزی کے مخالفوں کے پیر اکھڑتے گئے اس نے ابراہیم اور دوسرے سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ مقابلہ آور فوجوں سے حتی الامکان کترا کر وسط شہر میں جا کر محل کا محاصرہ کریں اور وہ خود اپنے کیمپ سے نکل کر پیش قدمی کر کے حکومت کی فوجوں کا مقابلہ کرے گا اور اس طرح ان کو اپنی اور ابراہیم وغیرہ کی فوجوں کے درمیان گھیر لیگا ایسا ہی کیا گیا تین دن کے محاصرہ کے بعد جس میں ابراہیم کے علاوہ مختار کے دوسرے دو جنرلوں نے شرکت کی چوتھے دن محل اور شہر پر مختار کا قبضہ ہو گیا گورنر چھپ کر محل سے نکل بھاگا اور کوفہ میں اپنے کسی رشتہ دار کے گھر روپوش ہوا۔ اہل قلعہ نے امان طلب کی سب کو معاف کر دیا گیا ایسے موقع پر جبکہ دوسرے عرب فاتح نے جوشِ انتقام اور مطابق دستور قلعہ والوں کو قتل کر دیا ہوتا مختار نے سب کو امان دے دی وہ حتی الامکان خونریزی سے بچتا تھا۔ مختار کی فتح موالی اور غلاموں کی ضعفاء کی فتح تھی۔

رات قصرِ امارت میں بسر کر کے صبح کو مختار نے مسجد اعظم میں شرفائے شہر اور عوام کے سامنے بحیثیت فاتح ایک نہایت اثر انگیز تقریر کی جس کا اسلوب قرآنی اور انداز الہامی تھا: "اس خدا کی تعریف ہے جس نے اپنے دوست سے کامیابی کا وعدہ کیا اور دشمن سے نامرادی کا اور یہ وعدہ اس نے ہمیشہ کے لئے اٹل بنا دیا اور اس کا یہ فیصلہ ہمیشہ کے لئے نافذ رہے گا اور جو اس میں شک کرے گا محروم رہے گا لوگو ہمارے لئے ایک جھنڈا بلند کیا گیا اور ایک مقصد ہمارے سامنے رکھا گیا، جھنڈے کے بارے میں ہم سے کہا گیا اس کو بلند رکھو اور سرنگوں نہ ہونے دو مقصد کے بارے میں ہم کو حکم دیا گیا کہ اس کی طرف بڑھتے چلے جاؤ اور اس سے بے توجہی نہ برتو چنانچہ ہم نے داعی کی دعوت

سنا اور قبول کیا اس کے بعد تقریر کا کچھ حصہ شاید ضائع ہوگیا یا راوی کے ذہن سے اتر گیا
یہ ہے کہ کتنے مرد اور عورتیں جنگ میں مرنے والوں کی خبر موت دے رہی ہیں جنہوں نے
رشی کی جھٹلایا، انحراف اختیار کیا، لہذا اے لوگو حق در استبازی کی بیعت کرو قسم ہے
س ذات کی جس نے آسمان کو بے روک چھت بنایا اور زمین کو صاف گذرگاہ تم نے علی بن
طالب اور آل علی کی بیعت کے بعد اس بیعت سے زیادہ صحیح اور بے عیب بیعت کبھی نہیں
تقریر کے بعد مختار نے بیعت لینا شروع کی پہلے شہر کے معزز لوگوں سے پھر عوام سے،
بیت کے وقت ہر شخص سے یہ الفاظ کہتا تھا بیعت کرو کتاب اللہ، سنت نبیؐ اہل بیت
انتقام، مجرموں کے جہاد، کمزوروں کی حمایت، ہم سے لڑنے والوں کی لڑائی اور ہم سے
کرنے والوں سے صلح کی جب ہر شخص یہ الفاظ ادا کرتا تو مختار اس کا ہاتھ چھولیتا۔

آج مختار کی زندگی کی آرزو پوری ہوگئی، قصر امارت، منبر اور حکومت اس کے قدموں
تھی، اب اس کو مضبوط بنانا اور پھیلانا تھا لیکن اس کو یہ موقع نہ مل سکا نا مساعد حالات
ہر طرف سے اس پر ہجوم کر لیا، قبائلی عرب رعونت حسد اور فتنہ پردازی زیادہ دن
اس کو برداشت نہ کر سکی، اس کی ضعفاء نوازی اس کی سب سے بڑی دشمن ثابت
اس کی خواہش مساوات اس کے گلے کا پھندا بن گئی۔ جس محل میں وہ فاتحانہ داخل ہوا
اس محل سے اٹھارہ ماہ بعد کفن پہن کر اس کو نکلنا پڑا فتح پاکر اس نے سارے اہل قلعہ کو معاف
تھا اس پر فتح پاکر اس کے سارے ساتھیوں کو قتل کر دیا گیا۔ اکثر مشہور مورخ اس
اقتدار کا دور اٹھارہ ماہ بتاتے ہیں۔ ربیع الاول ۶۶ھ سے لے کر رمضان ۶۷ھ تک
، ابن الاثیر، اخبار الطوال اور ابن خلدون کی یہی رائے ہے، البتہ انساب الاشراف کے
نف بلاذری نے ایک سے زیادہ جگہ اس بات کی تصریح کی ہے کہ اس کا قتل رمضان ۶۹ھ
واقع ہوا جس کی رو سے اس کا دور اقتدار ساڑھے تین سال ہوتا ہے بلاذری بحیثیت
خ اور ناقد امتیاز خاص رکھتا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ مختار کے زمانۂ عروج میں ایسے

بری ۶/۱۰۰ و انساب ۵/۲۲۸

دور رس نتائج رکھنے والی خفیہ تحریکوں کی تخم ریزی و آبیاری ہوئی اور دور دراز علاقوں میں متعدد بڑی بڑی ایسی جنگیں عمل میں آئیں جو اس وقت کے رفتار وقت اور وسائل نقل و حرکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اٹھارہ ماہ کی مختصر وسعتوں میں سموتے ہوتے مشکل معلوم ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے شاید بلاذری کی رائے درست ہو لیکن جب تک مزید تاریخی شہادتیں فراہم نہ ہوں اس کو قطعی سمجھنا اصول احتیاط کے خلاف ہے۔

بہرحال چاہے مختار نے اٹھارہ ماہ حکومت کی ہو یا ساڑھے تین سال اس میں شک نہیں کہ یہ عہد عربی تاریخ میں ایک نہایت انوکھا عہد ہے اور مختار کی شخصیت بحیثیت ایک حکمران بحیثیت ایک ڈپلومیٹ اور بحیثیت ایک فرد کے پہلی صدی ہجری کے اکثر عرب حکمرانوں سے بعض پہلوؤں میں اتنی ممتاز ہے کہ وہ پہلی صدی کی تاریخ میں ایک انفرادی شان رکھتا ہے افسوس یہ ہے کہ بیشتر کتابوں کی مدد سے اس کی زندگی کا جو نقشہ تیار ہوتا ہے اس میں اب بھی اتنے رخنے باقی رہتے ہیں کہ اس کی شخصیت پوری طرح اجاگر نہیں ہوتی۔

ذیل میں ہم اس کی حکومت کو دو بڑے بڑے عنوانوں میں تقسیم کر کے کسی حد تک مربوط شکل میں پیش کرنے کی کوشش کریں گے

(۱) اندرونی سیاست

(الف) پالیسی اور مذہبی بہروپ

(ب) تنظیم حکومت۔

(۲) خارجی سیاست۔

(۳) لڑائیاں اور عسکری تدبیر۔

(باقی آئندہ)

شنتو مذہب کی کتابیں

از

(جناب ڈاکٹر محمد غوث صاحب۔ ایم۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی۔ پی۔ ایچ، ڈی۔ عثمانیہ)

جناب مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی (مدت درازتک صحت وعافیت کے ساتھ سلامت رہیں) نے تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے کام کا ایک موضوع یہ پیش کیا ہے کہ اس وقت دنیا میں جو مذاہب موجود ہیں ان کی مذہبی بنیادی کتابوں کے متعلق تاریخی نقطۂ نظر سے عصری معیاروں کے مطابق یہ امور تحقیق کرنا چاہئیں کہ یہ کتابیں کن پر اتریں۔ کہاں اتریں کن زبانوں میں اتریں۔ نظم میں اتریں یا نثر میں۔ کتنے عرصہ میں اتریں۔ پیش کرنے والے نے اپنا پیغام کس شکل میں پیش کیا۔ کتابی شکل میں یا زبانی یادداشتوں کی شکل میں۔ اصلی نسخے کہاں رہے کس طرح ان کی حفاظت کی گئی۔ حفاظت کرنے والے کون تھے ان کے اخلاق و کردار کا کیا حال تھا ان کے شارحوں اور مترجموں کے کیا حالات ہیں۔ غرض صاحب کتاب اور شارحوں وران کی شرحوں کو کن حوادث سے گذرنا پڑا اور اب جو تحریریں موجود ہیں ان کی حیثیت تاریخی طور سے کیا ہے[1]۔

یہ سوالات بہت دلچسپ ہیں اور ان پر مواد جمع اور مرتب کیا جائے تو علم و مذہب کی خدمت ہوگی۔ لیکن کام کا یہ میدان بہت وسیع ہے اور بہت وقت و محنت کی ضرورت ہے تاہم اس موضوع پر کام کا سلسلہ آغاز کرنے کے لئے فی الوقت شنتو مذہب پر تھوڑا سا مواد ان قابل اعتبار کتابوں کی مدد سے جمع کیا گیا جو حیدرآباد دکن میں دستیاب ہوسکتی ہیں، جاپان کے قدیم مذہب کا نام شنتو ہے شنتو کے معنی جاپانی زبان میں دیوتاؤں کے طریقہ کے ہیں[2]

[1] النبی الخاتم۔ عنوانوں والا اڈیشن صفحہ ۳۲ [2] انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس صفحہ ۴۶۳ جلد ۱۱

یہ مذہب جاپان کا قدیم ترین مذہب ہے جو وہاں بدھ مذہب اور کنفوشس کے مذہب سے پہلے رائج ہوا۔[1]

اس مذہب کے ابتدائی دور کی تاریخ ایک غیر معین دیو مالہ کے طول طویل سلسلہ میں الجھی ہوئی ہے اس الجھاؤ میں سنین اور تاریخ کا تعین بہت ہی دشوار ہے۔[2]

شنتو مذہب کے قدیم دور کی ابتداء کے متعلق کسی قطعی تاریخ یا سنہ کا تعین ناممکن جو مواد موجود ہے اس کی روشنی میں یہ بھی بتایا نہیں جا سکتا کہ قدیم جاپانی باشندوں م مختلف قبائل اور اقوام کے جو لوگ باہر سے آکر گھل مل گئے۔ وہ مذہب اور اعتقاد کون سے اجزاء اپنے ساتھ لائے قدیم فاتحوں نے براہ راست کون سے عقاید درآمد کئے ہ کے ساتھ کون سے عقاید آئے۔ دوسری قوموں سے کون سے خیالات اخذ کئے گئے نیز آزا طور سے اہل جاپان میں کس عقیدہ کی نشو و نما ہوئی ان سب امور کے متعلق کوئی علم حاصل نہ ہے۔ مختصر یہ کہ قدیم شنتو مذہب کے عقاید و اعمال کا جو نظام وجود میں آیا تھا اس کی ابتد اور ترقی کا پورا پس منظر تاریکی میں ہے۔[3]

اگر موجودہ علم و معلومات پر بھروسہ کیا جائے تو جاپانی ثقافت کا آغاز تقریباً اسی زمانہ سے ہوتا ہے جب کہ عیسائیت آغاز ہوئی۔ اسی بنا پر قیاس یہ قائم ہوتا ہے کہ شنتو مذہب بھی اسی قدر قدیم ہے جس قدر کہ منظم عیسائیت۔[4]

اس مذہب میں کسی ایسی تحریر کا بظاہر کوئی وجود نہیں ہے کہ جس پر مقدس کتاب کا اطلاق قطعی طور سے ہو سکے عبادت میں استعمال کرنے کے لئے چند دعائیں ایک کتاب میں مجموعہ کی صورت میں ضرور موجود ہیں لیکن باقی تحریریں جن پر قدیم ترین مرتب احوال کا اطلاق ہوتا ہے

[1] ان سائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس صفحہ ۴۶۳ ۔ جلد ۱۱ [2] ڈی۔ سی۔ ہالٹن صفحہ ۱۶
e National Faith of Japan 1938 دی نیشنل فیتھ آف جاپان ۔ D.C. Holton
[3] دیکھو [4] ڈی۔ سی۔ ہالٹن صفحہ ۱۷

ہیں جن میں لطور تاریخ واقعات کو قلم بند کیا گیا ہے ان تحریروں میں دیوتاؤں کا حال۔ جاپان کی ابتداء اور باشندوں کی اصلیت قلمبند کی گئی ہے۔

باشندگان جاپان کا مذہبی گروہ ان تحریروں کے تقدس کا قائل ہے[1]

یہاں یہ بات مخفی نہ رہے کہ پانچویں صدی عیسوی سے قبل جاپان میں لکھنے کا عملاً رواج ہی نہیں تھا[2]

ڈبلیو۔ جی آسٹن نے واضح کیا ہے کہ کوریا کے راستہ سے پانچویں صدی عیسوی کی ابتداء میں چین سے جاپان میں علم کی روشنی پہنچی تو اس وقت جاپان میں لکھنے کا رواج شروع ہوا[3]

لیکن اس زمانہ میں جاپانی زبان میں لکھی ہوئی جو کتابیں دست یاب ہوئی ہیں وہ آٹھویں صدی عیسوی کے ابتدائی زمانہ کی ہیں[4]

اس طرح شنتو مذہب کی اساطیری حکایتیں اور پوجا پاٹ کے طریقے زبانی روایتوں کے ذریعہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل کو پہنچتے رہے[5]

روایت کرنے والی جماعتیں موروثی پروہتوں پر مشتمل ہوتی تھیں یہ لوگ میکاڈو کے دربار کے لواحقین خیال کئے جاتے تھے۔ روایتوں کو دوسروں تک پہنچانے والی جماعتوں کا نام "ناکاٹومی" اور "امبی" تھا[6]

روایت کرنے والی ایک اور جماعت بھی تھی جس کے لوگ میکاڈو کی سخت نشینی کے موقع

---

[1] اے۔ جی۔ وجرے کمپارٹیو اسٹڈی آف ریلیجنز

[2] ان سائکلوپیڈیا آف ریلیجن صفحہ ۴۶۳ جلد ۱۱

[3] و [4] ڈبلیو جی استن "شنتو" صفحہ ۳

[5] ان سائیکلوپیڈیا آف ریلیجن صفحہ ۴۶۳ جلد ۱۱

[6] " " " " " " "

پر اپنے منتر پڑھا کرتے تھے۔ ان لوگوں کو "کاتاری بی" کہا جاتا تھا[1]۔

غرض ۷۱۲ء میں شاہی دربار کے حکم سے ایک نیم تاریخی تالیف منضبطِ تحریر میں آئی۔ اس تالیف کا نام "کوجی کی" رکھا گیا[2]۔ مؤلفوں نے تین جلدوں میں یہ تالیف قلم بند کی تھی[3]۔

"کوجی کی" سے مراد قدیم واقعات کی کتھا ہے[4]۔

اس کتاب کے مؤلف کا نام "ادنو یاسومارو"[5] ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک قوی حافظہ کی بوڑھی عورت کی زبانی روایت سے اس کتاب کو قلم بند کیا گیا۔ اس عورت کا نام "ھیدانواری" ہے[6]۔

اس تالیف میں اساطیری مواد بہت کچھ فراہم کیا گیا ہے[7]۔

اس تالیف کو جاپان کا اس وقت موجودہ قدیم ترین تاریخی نوشتہ قرار دیا جا سکتا ہے[8]۔

اس تالیف کا آغاز تکوینِ عالم کی کہانیوں سے ہوتا ہے۔ اختتام "سوی کو" بادشاہ کے بیان پر ہوتا ہے اس بادشاہ کے آخری زمانہ کے حالات بھی قلم بند کئے گئے ہیں مختصر یہ کہ اس کتاب میں سنہ ۶۲۸ء تک کے احوال کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے[9]۔

اس کتاب کا انگریزی میں بھی۔ ایچ چمبرلین نے سنہ ۱۸۸۲ء میں ترجمہ کیا[10]۔

---

[1] ان سائیکلوپیڈیا آف ریلیجن صفحہ ۳۶۴ جلد ۱۱

[2] " " " " " "

[3] ڈی سی ہالٹن صفحہ ۱۶ نیشنل فیتھ آف جاپان۔

[4] " " " " " "

[5] " " " " " "

[6] " " " " " " "

[7] ان سائیکلوپیڈیا آف ریلیجن صفحہ ۳۶۴ جلد ۱۱

[8] ہالٹن صفحہ ۱۶۔ نیشنل فیتھ آف جاپان۔

[9] اسٹن شنٹو صفحہ ۳۰۴ اور ہالٹن صفحہ ۱۶ نیشنل فیتھ آف جاپان

[10] ہالٹن صفحہ ۱۶ (سنہ ۱۹۳۲ء میں یہ ترجمہ مکرر طبع ہوا ہے لیکن حیدرآباد کے کتب خانوں میں موجود نہیں ہے)

اس نوعیت کی ایک اور کتاب بھی ہے جس کا نام "نی ھون گی" ہے۔ اس کی تالیف سنہ ۷۲۰ء میں ہوئی۔[1]

جاپان کے مذہب کا یہ گویا دوسرا ماخذ ہے۔ اس کتاب کا موضوع بھی "کوجی کی" کے مماثل ہے۔[2]

اس کتاب کی تالیف میں زبانی روایتوں پر نہیں بلکہ زیادہ تر ان تحریروں پر بھروسہ کیا گیا جو تالیفِ کتاب کے وقت موجود اور دستیاب ہوتی تھیں۔[3]

اس کتاب کا زیادہ مفصل نام "نی ھون شوکی" ہے۔ اس کا مفہوم "واقعات جاپان" ہے۔[4]

اس کی تالیف میں دو افراد نے حصہ لیا۔ ان کے نام تان تری شنی نو اور او نو یاسو مارو ہیں[5]

پہلی کتاب میں اور اس کتاب میں مضامین کا کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ پہلی کتاب میں جو واقعات بیان کئے گئے ہیں ان سے ۷۰ سال کے واقعات مابعد کا اضافہ دوسری کتاب میں کیا گیا ہے۔[6]

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ ڈبلیو۔جی۔ اسٹن نے کیا ہے سنہ ۱۸۹۶ء میں پہلی مرتبہ یہ ترجمہ دو جلدوں میں شائع ہوا۔ سنہ ۱۹۲۴ء میں بمقام لندن دوبارہ یہ ترجمہ ایک جلد میں شائع ہوا ہے جرمن زبان میں بھی اس کتاب کا ترجمہ موجود ہے جس کی تکمیل سنہ ۱۹۰۱ء میں ہوئی۔[7]

ان دونوں کتابوں کی بہت مفصل شرح جاپانی زبان میں بڑی قابلیت کے ساتھ مرتب

---

[1] انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن صفحہ ۴۶۳ جلد ۱۱

[2] و [3] اسٹن شنٹو صفحہ ۴ و ہالٹن صفحہ ۱۷ نیشنل فیتھ آف جاپان۔

[4] ہالٹن صفحہ ۱۷ نیشنل فیتھ آف جاپان

[5] و [6] 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[7] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

حیدرآباد کے کتب خانوں میں یہ ترجمہ دستیاب نہیں ہوا۔